قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

ہفتہ یکم جنوری 2022ء | 27 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | یکم صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ: 01

ارشادباری تعالیٰ

وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل:81)

ترجمہ: اور یہ دعا کرو کہ: یا رب! مجھے جہاں داخل فرما اچھائی کے ساتھ داخل فرما، اور جہاں سے نکال اچھائی کے ساتھ نکال، اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نئے سال کے آغاز پر دعا

حضرت امام ابن حجرعسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں حضرت عبداللہ بن ھشام رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تحریر کی ہے کہ

كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،يَتَعَلَّمُونَ هَذَا الدُّعَاءَ إِذَا دَخَلَتِ السَّنَةُ أَوِ الشَّهْرُ۔ اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ ،وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ ،وَرِضْوَانٍ مِنَ الرَّحْمَنِ ،وَجِوَارٍ مِنَ الشَّيْطَانِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب نیا سال یا نیا مہینہ شروع ہوتا تو ایک دوسرے کو یہ دعا سکھاتے تھے۔اے اللہ! تو ایسا کر کہ ہم اس میں اس طرح امن وایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام پر قائم رہتے ہوئے داخل ہوں کہ رحمان خدا ہم سے راضی ہو اور شیطان سے ہم محفوظ ہوں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ فی ذکر عبداللہ بن ھشام رضی اللہ عنہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

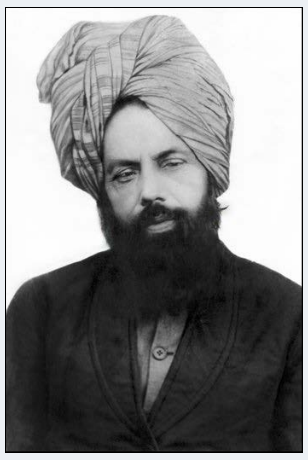

نئے سال میں گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کا طریق

توبہ کے تین شرائط ہیں بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔ ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں۔یعنی اُن خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان خصائل ردیہ کے محرک ہیں..........پس توبہ کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات فاسدہ وتصورات بد کو چھوڑ دے مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہے تو اسے توبہ کرنے کے لیے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے..............

دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں.................

تیسری شرط عزم ہے یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کرلے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا۔ اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیّئات اس سے قطعاً زایل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے۔ اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 87-88 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفہ وقت

ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہو۔۔۔۔۔ نئے سال کے پہلے دن کو ہی اس طرح دعاؤں کے ساتھ سجاؤ کہ سارا سال ہی قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔۔۔۔حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔ اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ تقویٰ پر قائم رکھے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 1 جنوری 2010ء)

اس شمارہ میں

- چلو پڑھتے ہیں سال نو پہ ہم نظمیں محبت کی (منظوم)
- آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر
- یہ سال نو اپنا نہیں غیروں کا ہے تہوار
- سال نو کی توہّم پرستیاں اور جماعت احمدیہ کا مومنانہ کردار

قارئین الفضل کو ادارہ کی طرف سے نیا سال مبارک ہو

دربارِ خلافت

آج نئے سال کا پہلا دن ہے۔۔۔حسب روایت نئے سال کے شروع ہونے پر ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں مجھے بھی نئے سال کے مبارک باد کے پیغام احباب جماعت کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں آپ بھی ایک دوسرے کو مبارک بادیں دے رہے ہوں گے مغرب میں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں نئے سال کی رات، ساری رات ہاہو، شراب نوشی، ہلڑبازی اور پٹاخے اور پھلجھڑیاں جسے فائر ورکس کہتے ہیں، سے نئے سال کا آغاز کیا جاتا ہے بلکہ اب مسلمان ممالک میں بھی نئے سال کا اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے چنانچہ کل دبئی میں بھی اسی طرح کے فائر ورکس کی خبریں آ رہی تھیں جہاں یہ سب تماشا دکھا رہے تھے وہیں اس کے ساتھ ہی ایک 63 منزلہ عمارت کو لگی ہوئی آگ کے نظارے بھی دکھائے جا رہے تھے جو راکھ کا ڈھیر ہوگئی تھی لیکن ٹی وی پر بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اس عمارت میں یہ آگ لگی ہے تو لگی رہے تباہی ہوتی ہے تو ہوتی رہے ہم تو اس جگہ کے سامنے اس کے قریب ہی اپنے پروگرام کے مطابق پھلجھڑیاں چھوڑیں گے اور تماشے کریں گے۔ ویسے تو اس وقت اکثر مسلمان ملکوں کی حالت بری ہے لیکن بہرحال یہ ایک اظہار ہے ان ملکوں سے دنیاداری کے اظہار ہو رہے ہیں جن کے پاس پیسہ ہے۔ اگر آگ وہاں نہ بھی لگی ہوتی تو اس حالت کا یہ تقاضا تھا کہ مسلمان امیر ملک یہ اعلان کرتے کہ ہم ان فضول چیزوں میں پیسہ برباد کرنے کی بجائے جو بہت سارے مسلمان متاثرین ہیں ان کی مدد کریں گے لیکن یہاں تو اپنی تعلیم بھول کر ان کا یہ حال ہے کہ کچھ دن پہلے دبئی سے ہی یہ بھی خبر آ رہی تھی کہ ان کا جو سب سے بڑا ہوٹل ہے اس میں دنیا کا مہنگا ترین کرسمس ٹری لگایا گیا ہے جس کی مالیت 11 ملین ڈالر کی تھی۔۔۔۔

لیکن احمدیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی رات عبادت میں گزاری یا صبح جلدی جاگ کر نفل پڑھ کر نئے سال کے پہلے دن کا آغاز کیا بہت سی جگہوں پر باجماعت تہجد بھی پڑھی گئی۔ لیکن اس سب کے باوجود ہم ان مسلمانوں کی نظر میں غیر مسلم ہیں اور یہ ہلڑبازی کرنے والے، رقموں کا ضیاع کرنے والے، غیر مذاہب کی رسومات کو بڑے اہتمام سے منانے والے، یہ لوگ مسلمان ہیں بہرحال ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہیں اور ہمیں کسی کی سند کی ضرورت نہیں ہاں اگر ہم کسی سند کے خواہش مند ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی مسلمان بن کر سند لینے کی ہے اور اس کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ ہم نے سال کے پہلے دن انفرادی یا اجتماعی تہجد پڑھ لی یا صدقہ دے دیا یا نیکی کی کچھ اور باتیں کر لیں۔ اور اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا حقدار بنا دیا۔ بے شک یہ نیکی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوسکتی ہے لیکن تب جب اس میں استقلال بھی پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ تو مستقل نیکیاں اپنے بندے سے چاہتا ہے کہ اس کا بندہ مستقل اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو، نیکیاں بجا لانے والا ہو، نمازوں اور تہجد کے ساتھ دلوں میں ایک پاک انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے تب خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے کسی قسم کی ایسی نیکی جو صرف ایک دن یا دو دن کے لیے ہو وہ نیکی نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 1 جنوری 2016ء)

سال کی حقیقی مبارک باد یہ ہے کہ ہم یہ عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایک اور سال کا سورج دکھایا ہے اس میں داخل کیا ہے تو اس میں ہم اپنے اندر کی کمزوریوں اور اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ گزشتہ سال میں جو کمیاں اور کوتاہیاں ہوگئی ہیں ہم یہ عہد کریں کہ ہم انہیں دور کریں گے۔ اپنے اندر پہلے سے بڑھ کر وہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس کے حصول کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عہد بیعت باندھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام ایک موقع پر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ ایک احمدی کو کیسا ہونا چاہیے فرمایا کہ ’’آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہیے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے‘‘ فرمایا کہ ’’۔۔۔۔کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو، متقی بنو، ہر ایک بدی سے بچو۔۔۔۔رات اور دن استغفار میں لگے رہو۔۔۔ زبانوں کو نرم رکھو، استغفار کو اپنا معمول بناؤ، نمازوں میں دعائیں کرو۔۔۔۔۔نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا۔۔۔۔ خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے‘‘ فرمایا عمل صالح وہ ہے جس میں ایک ذرہ بھر فساد نہ ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 274-275)

چلو پڑھتے ہیں سال نو پہ ہم نظمیں محبت کی

چلو آؤ، دعاؤں سے کریں آغازِ سالِ نو
کرے روشن دلوں کو آنسوؤں کے دیپ کی ہی لو

خدا محفوظ رکھے ساری دنیا کو وباؤں سے
نئے اس سال میں دے دے رہائی سب بلاؤں سے

چلو آؤ منائیں جشن آنکھوں کے ستاروں سے
چلو اِس سالِ نو کو رنگ دیں نُوری بہاروں سے

چلو جا کر اذانیں دیں محبت کے مناروں سے
چلو جا کر گلے ملتے ہیں اپنے روٹھے یاروں سے

چلو لیتے ہیں سب جا کر دعائیں ہم خلافت کی
چلو پڑھتے ہیں سالِ نو پہ ہم نظمیں محبت کی

چلو جا کر امامِ وقت سے اِک عہد کرتے ہیں
دل و جاں میں اطاعت کا نیا اِک رنگ بھرتے ہیں

نئے اِس سال کی آمد پہ ہم کچھ خواب بُنتے ہیں
بھلا کر تلخیاں ساری گلِ شاداب چُنتے ہیں

چلو پھولوں کی خوشبو سے ہوا پر ’’پیار‘‘ لکھتے ہیں
چلو نفرت کے صحرا پر محبت کو چھڑکتے ہیں

نئے اِس سال میں مولا! ہوائیں پھول ہوں ساری
دعائیں دل سے جو نکلی ہیں وہ مقبول ہوں ساری

خواجہ عبدالجلیل عباد، جرمنی

اداریہ

آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر

ہم بفضل اللہ تعالیٰ نئے سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ دنیوی لوگ اس موقع پر خوشیاں منائیں گے اور گزرنے والے اور آنے والے سال کی درمیانی رات ساری دنیا میں اودھم مچا ہوگا۔سب اپنے خدا کو بھی بھول بیٹھے ہوں گے لیکن روحانی دنیا کے لوگوں کے چہروں پر نئے سال طلوع ہونے کی خوشی کے ساتھ ایک افسردگی بھی ظاہر ہو رہی ہوگی کہ ہماری زندگیوں میں ایک سال کی کمی ہو گئی ہے اور وہ فکرمند ہوں گے کہ ہم اپنی زندگیوں میں اپنے خالق حقیقی کی عبادتیں اور نیکیاں بجالانے کا ایک سال گنوا بیٹھے ہیں۔ اس لئے وہ اس سال دنیاوی لوگوں کے اودھم مچانے کے مقابل پر اپنے خدا کے حضور رو، رو کر اور گڑگڑا کر ایک شور بپا کریں گے۔ گزرنے والے سال میں اپنی کمزوریوں، غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں پر معافی مانگیں گے اور نئے سال میں ان کمزوریوں اور کوتاہیوں سے دور رہنے اور اپنے اللہ کو پانے کی مزید نیکیوں کا عہد کرتے دکھائی دیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کو خلافت سے قبل دو سالوں کی درمیانی ایک رات نے لندن کے اسٹیشن پر آ لیا۔ آپ نے دیکھا کہ لوگ اسٹیشن پر ہی نئے سال کی خوشی میں ہنگامہ بپا کر کے لغویات میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اس کا ذکر خطبہ جمعہ 20۔ اگست 1982ء میں یوں فرمایا۔

’’مجھے وہ لمحہ بہت پیارا لگتا ہے جو ایک مرتبہ لندن میں New Year's day کے موقع پر پیش آیا۔ یعنی اگلے روز نیا سال چڑھنے والا تھا اور عید کا سماں تھا۔ رات کے بارہ بجے سارے لوگ ٹریفالگر سکوائر (Trafalgar Square) میں اکٹھے ہو کر دنیا جہان کی بے حیائیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب رات کے بارہ بجتے ہیں تو پھر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی تہذیبی روک نہیں، کوئی مذہبی روک نہیں، ہر قسم کی آزادی ہے۔ اس وقت اتفاق سے وہ رات بوسٹن اسٹیشن پر آئی۔ مجھے خیال آیا جیسا کہ ہر احمدی کرتا ہے اس میں میرا کوئی خاص الگ مقام نہیں تھا۔ اکثر احمدی اللہ کے فضل سے ہر سال کا نیا دن اس طرح شروع کرتے ہیں کہ رات کے بارہ بجے عبادت کرتے ہیں۔ مجھے بھی موقع ملا۔ میں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ اخبار کے کاغذ بچھائے اور دو نفل پڑھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور پھر نماز میں نے ابھی ختم نہیں کی تھی کہ مجھے سسکیوں کی آواز آئی۔ چنانچہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا انگریز ہے جو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا ہے۔ میں گھبرا گیا۔ میں نے کہا پتہ نہیں یہ سمجھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اس لئے شاید بیچارہ میری ہمدردی میں رو رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوا میری قوم کو کچھ ہو گیا ہے۔ ساری قوم اس وقت نئے سال کی خوشی میں بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا ہے۔ اس چیز نے اور اس موازنہ نے میرے دل پر اس قدر اثر کیا ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکا۔ چنانچہ وہ بار بار کہتا تھا۔

God bless you. God bless you. God bless you. God bless you

(خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے۔ خدا تمہیں برکت دے)

اسی طرح آپؒ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد متعدد بار خوشی کے مواقع (شادی بیاہ کے ذکر) پر اسلامی حدود کے اندر رہ کر خوشی منانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ خوشی کے مواقع ایسے مواقع ہیں کہ جب انسان خوشی میں اسلامی تعلیم کو بھی بھول جاتا ہے۔ یہ مواقع ایسے ہوتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کی خاطر اسلامی و دینی حدود کے اندر رہ کر اس کے تابع ہو کر بجالانے چاہئیں۔

سو یہ دن دعاؤں، اپنے خالق حقیقی کے حضور جھکنے، نوافل اور صدقات کے ذریعہ اس نئے سال میں آنے والی بلاؤں کی تلافی اور اسے رد کرنے کی دعا کے دن ہیں۔ یہ دن اس عزم کے دن ہیں کہ ہم اللہ کے بندے بن کر بندگی کے حقوق ادا کریں گے۔ عبادت کے حق ادا کریں گے۔ پنجوقتہ نمازیں مسجد میں آ کر ادا کریں گے۔ راتوں کو اُٹھ کر مقام محمود تک پہنچنے کے لئے تہجد کو اپنا شیوہ بنائیں گے۔ اللہ کی کتاب قرآن کریم (جو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اُتری) کی تلاوت کو روزانہ حرز جان بنائیں گے۔ اس کے اندر بیان فرمودہ 700 سے زائد احکام کی پابندی کریں گے۔ اللہ کی مخلوق سے محبت و شفقت کا سلوک کریں گے۔ ہمیشہ سچ بولیں گے۔ جھوٹ سے بچیں گے۔ کسی کی غیبت نہیں کریں گے۔ چوری چکاری سے بچیں گے۔ اللہ کی عبادات کا صحیح حق ادا نہ کرنا بھی چوری میں آتا ہے۔ وقت ضائع کئے بغیر اپنے خدا کو منانے کی فکر میں لگے رہیں گے۔ کسی کا دل نہیں دکھائیں گے۔ ہمدردی، شفقت اور پیار کو معاشرے کا حصہ بنائیں گے۔ Love for All میں اپنے احمدی بھائیوں اور اپنے خاندان کے افراد کو بھی شامل کریں گے۔ اپنی بیویوں سے اور بیویاں اپنے خاوندوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں گی۔ اپنے بچوں کی تربیت صحیح اسلامی تعلیم کو مدنظر رکھ کر کریں گے۔ جدید ایجادات کے نقصانات سے اپنی اولادوں کو دور رکھیں گے۔ دینی و دنیوی تعلیمات کو اپنے فیملی ممبرز میں، اپنے خاندان میں، اپنے معاشرہ میں اجاگر کرنے کی فکر میں لگے رہیں گے۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس

الغرض ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2016ء میں سال کے آغاز پر جو 32 سوالات احباب جماعت کے سامنے رکھے تھے۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔ انہیں پڑھ کر نہ صرف اپنے دلوں میں اتار کر اپنا محاسبہ کریں گے بلکہ اپنے ماتحت عزیز و اقارب، بیوی بچوں، بہن بھائیوں کو بھی پڑھا کر نئے سال میں اپنی سمت متعین کرنے کی تلقین کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2 جنوری 2015ء کے خطبہ جمعہ میں نئے سال کی مبارکباد دینے کے بعد فرمایا:

’’میں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہوگا جب ہم اپنے جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس حد تک ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجالانے سے ہی ادا ہوگا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں۔ تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لئے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود مہیا فرما دیئے ہیں، بیان فرما دیئے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا۔ اور ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہیں۔ پس اگر ہم نے اپنے سال کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جو شخص احمدی کہلا کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بیشک یہ پہلا قدم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور بُرائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔‘‘

یا رب! یہی دُعا ہے ہر کام ہو بخیر
اکرام لازوال ہو انعام ہو بخیر
ہر وقت عافیت رہے ہر گام ہو بخیر
آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر

میری طرف سے جملہ قارئین کو نیا سال مبارک ہو۔ اور آپ تمام کی طرف سے خاکسار اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت مبارکہ میں نئے سال کی مبارکباد نہایت ادب سے پیش کرتا ہے۔

(ابو سعید)

عائشہ چودھری۔ جرمنی

یہ سال نو اپنا نہیں غیروں کا ہے تہوار

2021ء کا سال ختم ہونے کو ہے اور نئے سال کی آمد آمد ہے۔ جرمنی میں بسے والے لوگ بھی دوسرے مغربی ممالک کی طرح نئے سال کا دسمبر کے آغاز سے ہی انتظار شروع کر دیتے ہیں۔ جرمن زبان میں نئے سال کو Neujahr (نوئے یار) یا silvester (سیلویسٹر) بھی کہا جاتا ہے اور سیلویسٹر نام Pop Silvester1 کے نام سے منسوب ہے جو 31دسمبر 335میں انتقال کر گئے تھے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ ان کے گلے میں مچھلی کا کانٹا پھنس گیا تھا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہو گئی تھی اس لئے کچھ توہم پرست جرمن کا کہنا ہے کہ اس دن مچھلی نہیں کھانی چاہئے۔اس کے برعکس کچھ لوگ carps مچھلی کو خوش بختی کی نشانی سمجھتے ہیں اور سلویسٹر کی شام کو خاص طور پر بناتے ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر اس مچھلی کا کانٹا اپنے پرس میں رکھیں گے تو سارا سال ان کا بٹوا پیسوں سے بھرا رہے گا۔ آتش بازی کے بارے میں بھی یہ عقیدہ تھا کہ اس کے شور سے شیطانی قوتیں بھاگ جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہذب یافتہ قومیں بھی کئی قسم کے توہمات میں مبتلا ہوتی ہیں۔ کرسمس کی سجاوٹ کے ساتھ نئے سال کی آمد کا بھی شور ہوتا ہے۔ بازاروں میں نئے سال کی مبارکباد کے کارڈز، تحفے اور آتش بازی کا بے شمار سامان نظر آنے لگتا ہے۔ ہر چھوٹا بڑا ایک دوسرے کے لئے آخری لمحات میں تحائف خریدنے کے اسٹریس میں نظر آتا ہے۔ 31دسمبر کی شام کو لوگ ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں اچھے کھانے بناتے ہیں۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں۔

جرمن زبان میں نئے سال کی مبارکباد کو

Guten Rutsch

(Have a good start to the new year)

یعنی’’ آپ اچھے طریقے سے نئے سال میں سلائڈ کریں یا داخل ہوں‘‘ یا پھر Frohes neues Jahr یعنی Happy new year کہتے ہیں۔ رات کو دس بجے کے بعد لوگ مختلف جگہوں پر جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔۔ آتش بازی کا سب سے بڑا اجتماع برلن میں برینڈن برگ اور فرینکفرٹ میں ہوتا ہے۔ جیسے ہی بارہ کا گھنٹا بجتا ہے آتشبازی شروع ہو جاتی ہے اور ایک عجیب طوفان بدتمیزی ہوتا ہے۔ اور اس آتش بازی کے ساتھ ہی آپ کو مختلف جگہوں سے ایمبولینس کے سائرن کی آوازیں بھی آنا شروع ہو جاتی ہیں کیونکہ اس آتش بازی کے نتیجے میں بعض دفعہ لوگ جل جاتے ہیں یا مختلف جگہوں پر آگ لگ جاتی ہے۔لوگ اپنے گھروں کے آگے بھی سڑکوں اور گلیوں میں آتش بازی کرتے ہیں اور اسقدر شور ہوتا ہے کہ کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی۔ بہت سے بزرگ اور بیمار لوگ اس شور سے سخت پریشان ہوتے ہیں اور ان کو اس وقت تک جاگنا پڑتا ہے جب تک یہ شور کا طوفان تھم نہیں جاتا۔ آج دنیا میں بہت سارے ممالک مل کر جن میں خاص طور پر جرمنی بھی شامل ہے pollution کے خلاف بڑی بڑی کانفرنسز اور سیمینار کرتے ہیں اور تدابیر سوچتے ہیں کہ کس طرح فضا کو مکدر ہونے سے بچایا جائے لیکن دوسری طرف اس آتش بازی کے نتیجے میں جو دھواں پیدا ہوتا ہے اس کو بھول جاتے ہیں۔ جو کروڑوں روپیہ لوگ آتش بازی اور تحائف پر خرچ کرتے ہیں اس کو بھول جاتے ہیں کہ یہ روپیہ کسی غریب ملک کی عوام کے کام آسکتا تھا۔

نئے سال کی خوشی میں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے گزرنے والے پچھلے سال کا جو سورج غروب ہوا وہ انہوں نے کیسے گزارا اس میں کیا پایا کیا کھویا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی مغربی روایات میں مسلمان بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ دنیاوی لوگ ہیں جو دنیا کی لہو لعب میں ڈوب کر اپنے خالق، اپنے پیارے خدا کو بھول جاتے ہیں۔

قرآن کریم تو ہمیں ہر دور میں، ہر زمانہ میں داخل ہونے کے لئے یہ دعا سکھاتا ہے

وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل:81)

اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

بعض احادیث سے بھی ثابت ہے کہ جب نیا مہینہ یا سال شروع ہوتا تو صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کو دعا دیتے اور سکھلاتے بھی تھے۔

اَللّٰھُمَّ أَدْخِلْہُ عَلَیْنَا بِالْأَمْنِ، وَالْإِیمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ، وَالْإِسْلَامِ، وَرِضْوَانٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، وَجَوَازٍ مِّنَ الشَّیْطَانِ۔

(المعجم الاوسط حدیث 6241)

ترجمہ: اے اللہ ! اس (سال یا مہینہ) کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ، رحمٰن کی خوشنودی اور شیطان سے حفاظت کے ساتھ داخل کر۔

پھر احادیث میں یہ ایک اور دعا بھی ملتی ہے کہ

اے میرے رب! میں تجھ سے اس سال کی خیر چاہتا ہوں اور اس کے بعد کی بھلائی بھی اور میں تجھ سے اس سال کے شر کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے بعد کی برائی سے بھی۔ اے میرے رب! میں سُستی اور تکبر کی برائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ میرے پروردگار ! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(معجم الکبیر طبرانی جلد 17صفحہ 294)

قرآن کریم اور ان احادیث میں جو دعائیں ہیں وہ ہمیں سال کے آغاز سے ہی اسلام کے ساتھ ایمان پر قائم رہنے، خدا کی خوشنودی اور شیطان کے شر سے بچنے کا سبق دیتی ہیں لیکن اس کے برخلاف آج کا معاشرہ جس میں مسلمان بھی شامل ہیں نئے سال کا آغاز آتش بازی، ناچ گانے اور پارٹیز کے ساتھ کرنے لگے ہیں۔ نئے سال کا استقبال ایک رسم کی شکل اختیار کر گیا ہے اور یہ ان قوموں کے نزدیک خوشی منانے کا ایک طریقہ ہے۔ گویا گزشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بیہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں ان سے بچو۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدع)

ہم نے ایک احمدی کی حیثیت سے گمراہی سے بچنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہم نے صرف دنیاوی طور پر ہی ترقی کی ہے یا دینوی طور پر بھی ہم میں مثبت تبدیلی آئی ہے۔ وقت تو بہت تیزی سے گزرتا جاتا ہے اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے جاتے ہیں۔ ہم نے تو ہر وقت یہ کوشش کرنی ہے کہ کس طرح اپنے رب کو راضی کریں۔ یاد رکھیں کہ یہ نئے سال کی رسومات ہماری تہذیب اور ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ہم اس جوش وخروش سے اس کو منائیں اور مبارکباد ایک دوسرے کو دیں۔ ہر وہ سال اور ہر وہ دن جس میں انسان اپنے اندر ایک روحانی تبدیلی محسوس کرے اصل میں تو وہ مبارک ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابلِ پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 25-26)

لہٰذا خدا تعالیٰ کے بندے اپنے گزرے ہوئے ایام سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اور اپنے خدا تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے آنے والے سال کا استقبال اس کی مرضی اور اس کے احکامات کو مدِ نظر رکھ کر کرتے ہیں۔ ہم حقیقی اسلام یعنی احمدیت کو ماننے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ہر نئے سال کا آغاز دعاؤں اور نوافل سے کریں۔ جب 31دسمبر کی شب بارہ بجیں اور نئے دن کا آغاز ہو تو آپ اور آپ کے اہل خانہ نوافل کے لئے کھڑے ہوں اور اپنے بچوں کو بتائیں کہ ہم اپنا نیا سال اپنے پیارے رب کے حضور جھک کر اس کا شکر ادا کر کے کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں گزرے ہوئے سال میں بے شمار نعمتوں سے نوازا اور آنے والے سال کے لئے اس کی مدد مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق دے اور ہم اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، بیوی بچوں، محلہ داروں، دوستوں، غریبوں، یتیموں سب کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ہمارا خدا ہم سے راضی ہو۔ صبح اٹھ کر صدقہ دیں اور پھر اپنے کاموں کو شروع کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’جب سال ختم ہو رہا ہو اور نیا سال چڑھ رہا ہو تو طبعاً دنیا میں اس جوڑ کو خاص طریق پر منایا جاتا ہے اور بغیر محسوس کئے اس وقت کو گزرنے نہیں دیا جاتا۔مختلف رنگ میں لوگ اپنے ردعمل دکھاتے ہیں بعض لوگ تیاریاں کر رہے ہیں کہ جب اگلے سال کا دن چڑھے گا اس جوڑ کے وقت پھر وہ کثرت سے شراب نوشی کریں گے، عیش و عشرت کے تمام سامان جو پہلے سے مہیا کئے جاتے ہیں ان سے وہ محظوظ ہوں گے اور لذت یاب ہوں گے اور بہت سی ایسی بے حیائیاں اس وقت سے وابستہ ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں ایک آزاد قوم نہیں کرتی۔ پس یہ بھی ایک ردعمل ہے۔۔۔ایک اور ردعمل ہونا چاہئے بعضوں میں ہوتا ہے مگر اکثر میں نہیں وہ انفرادی جائزہ ہے اور یہ ردعمل سب سے زیادہ اہم ہے اور معنی خیز ہے۔۔۔مقصد کو پورا کرنے والی بات یہ ہے کہ اس سال کا جائزہ ہر فرد اپنی انفرادی حیثیت سے، اپنی صورتحال، اپنے دل کی کیفیات پر غور کرتے ہوئے معلوم کرنے کی کوشش کہ کون سے ایسے عظیم انقلابی لمحات تھے، نیکی کے مواقع تھے جن کو وہ استعمال کرتے ہوئے اپنی روحانی کیفیت تبدیل کرسکتا تھا اور رستے بدل کر بہتر رستوں پر گامزن ہوسکتا تھا اور کون سے ایسے مواقع تھے جو اس کے لئے نیکیوں کو گنوانے والے تھے اور واضح طور پر بدیوں میں مبتلا کرنے والے تھے جس آواز کو اسے ردّ کرنا چاہئے تھا اس آواز کو ردّ نہ کر سکا اور ان غلط راستوں پر گامزن ہوگیا۔ یہ جو واقعات ہیں یہ تو روزمرہ ہر انسان کی زندگی میں صبح سے شام تک ہوتے ہی رہتے ہیں مگر بعض واقعات نمایاں ہوکر گہرا اثر چھوڑ جاتے ہیں اور بعض دفعہ زندگی کا رخ تبدیل کر دیتے ہیں۔میرے نزدیک سب سے اہم ردعمل یہی ہے جو انسان کو وقت کے ایک حصے کے گزرنے کے بعد دوسرے حصے کے آغاز کے جوڑ پر دکھانا چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 30دسمبر 1994ء)

نئے سال کے پہلے دن کا آغاز جماعت احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا خلیفۂ وقت کی ہدایت کے مطابق تہجد کے ساتھ کرتی ہے۔ مساجد میں نماز تہجد و فجر کے بعد دعا کی جاتی ہے۔ پوری دنیا میں جرمنی واحد ملک ہے جہاں نماز تہجد و فجر کے بعد تمام اطفال، خدام اور انصار مل کر وقارِعمل کرنے کے لئے نکلتے ہیں جبکہ اس وقت یہ دنیاوی لوگ رات کے غل غپاڑے کے بعد نیند میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ خدام اور انصار اپنے شہر میں مختلف سڑکوں کی صفائی کر رہے ہوتے ہیں اور رات کے وقت ہونے والی آتش بازی کا تمام گند اکٹھا کر کے اسے ٹھکانے لگاتے ہیں اور اس وقارِعمل کی خبر تمام شہروں کے کانسلرز اور میئرز کے تعریفی کلمات اور تصاویر کے ساتھ شہر کے بڑے اخباروں میں شائع ہوتی ہے۔

ہمیں نئے سال کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا اپنا بیان کردہ واقعہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ نئے سال کے موقع پر جب سب شورشرابے میں مشغول تھے تو حضور اس وقت اپنے پیارے رب کی عبادت میں مصروف تھے اور ان کو عبادت میں مشغول دیکھ کر ایک انگریز رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میری قوم اس وقت بے حیائی میں مشغول ہے اور ایک آدمی ایسا ہے جو اپنے رب کو یاد کر رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2010ء کے نئے سال کے موقع پر فرمایا:

’’پس آج اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ نئے سال کے پہلے ہی دن کو اِس طرح دعاؤں سے سجاؤ کہ سارا سال قبولیت دعا کے نظارے نظر آتے چلے جائیں۔ اپنے لئے دعائیں ہیں۔ اپنے اہل و عیال کے لئے دعائیں ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لئے قربانیاں کرنے والوں کے لئے دعائیں ہیں۔ جماعت کی ترقی کے لئے دعائیں ہیں۔ جن جگہوں پر ہیں اس ماحول اور معاشرے کے لئے دعائیں ہیں۔ ملک کے لئے دعائیں ہیں۔ ایک مومن تبھی حقیقی مومن بھی کہلا سکتا ہے جب جس ملک میں رہ رہا ہے، جس کا شہری ہے، اس کے لئے بھی دعا کر رہا ہو۔ پس یہ سب فرائض ہیں جو ایک احمدی کے سپرد کئے گئے ہیں اور ان کی ادائیگی انتہائی ضروری ہے۔ احمدیوں کی دعاؤں سے ہی دنیا کی بقا ہے۔ انسانیت کی بقا ہے۔ جنت کے راستوں کی طرف راہنمائی ہے۔ اگر خود ہی ان راستوں کی طرف نہیں چل رہے تو دوسروں کو کیا راستہ دکھائیں گے۔ ہم احمدی تو اس زمانہ کے آدم کے ماننے والے بھی ہیں جو جنت سے نکلنے کے لئے نہیں آیا۔ جو نہ صرف دونوں جنتوں کا وارث بنا بلکہ جنت کی طرف لے جانے کے لئے اُس تعلیم کے ساتھ آیا جو آپؑ کے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لائے تھے۔

(خطبہ جمعہ 1جنوری 2010ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ ہر احمدی سے آپ نے عہد بیعت لیا اور اس عہد بیعت میں شرائط بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پرعمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔

پس ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔ اور اگر ہم بھی ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔ اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30 دسمبر 2016ء)

آئیے! نئے سال کے آغاز پر ہم سب اپنا جائزہ لیں اور روحانی طور پر اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو خود سے یہ عہد کریں کہ آنے والے سال میں اس کمی کو ضرور پورا کریں گے۔ خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور اس سے تمام برائیوں سے بچنے اور نیکیوں میں بڑھنے کی توفیق مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مومنین میں شامل کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا سب اس پر قربان کرنے والے اور اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمین

یا رب یہی دعا ہے ہر کام ہو بخیر
اکرام لا زوال ہو، انعام ہو بخیر
ہر وقت عافیت رہے، ہر گام ہو بخیر
آغاز بھی بخیر ہو، انجام ہو بخیر

(درعدن ایڈیشن 2008ء)

ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر موروگورو، تنزانیہ

سال نو کی توہّم پرستیاں اور جماعت احمدیہ کا مومنانہ کردار

توہم پرستی (superstition) جہالت اور خوف کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عقائد اور رسومات ہیں جن کی کوئی عقلی اور منطق دلیل موجود نہیں ہوتی۔ نفسیاتی طور پر اگرچہ خوف کا بہت بڑا عنصر ان رسومات کی وجہ ضرور ہوتا ہے مگر ان کی اصل اور بنیادی وجہ علم کی کمی اور جہالت ہے۔ علم انسان کے اندر شعور، معرفت اور یقین پیدا کرتا ہے جس سے انسان توہم پرستی جیسی لغویات سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ

(النور: 3)

اور مومن وہ ہیں جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔

توہم پرستی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی تاریخ۔ اس میں ہرنسل، قوم اور قبیلے کے لوگ شامل ہیں۔ ترقی یافتہ قومیں ہوں یا ترقی پذیر ممالک کے باشندے، دہریہ اور مادیت پرست انسانوں سے لے کر تمام مذاہب کے ماننے والے بھی توہم پرستی سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکے۔ اسلام سے قبل عربوں میں لڑکیوں کی پیدائش کو برا سمجھا جاتا تھا اور انہیں نحوست سمجھ کر زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ صفر کے مہینے کو بلاؤں اور حادثات کا مہینہ سمجھا جاتا تھا۔ ستاروں کی گردش کے ساتھ اپنی قسمت کو جوڑ دینا وغیرہ اسطرح کی بے شمار توہم پرستیاں تھیں جو ان میں پائی جاتی تھیں۔ قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا کر کے ایسی تمام لغویات کا خاتمہ کر دیا اور تقدیر خیر و شر کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ ۚ وَ اِنۡ یُّرِدۡکَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِہٖ ؕ

(یونس: 108)

ترجمہ: اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو کوئی نہیں جو اُسے دور کرنے والا ہو مگر وہی۔ اور اگر وہ تیرے لئے کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت سے بیان فرمایا کہ خدا کی پیدا کردہ کسی چیز میں نحوست نہیں پائی جاتی اور اچھائی اور برائی کا دارو مدار انسان کے اعمال پر منحصر ہے۔ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم جس دن فوت ہوئے اس دن سورج گرہن تھا اور بعض لوگوں نے اسے وفات کی وجہ قرار دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرمائی اور ایسے خیالات سے منع فرمایا۔

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں توہم پرستی نہ پائی جاتی ہو مگر برصغیر پاک و ہند اور براعظم افریقہ اس میں سرفہرست ہیں۔ ہندو کلچر اور اس کے زیر اثر مسلم معاشرہ بڑی بری طرح اس کا شکار ہوا اور اب تو یہ ایک باقاعدہ منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ لوگوں کی جہالت کا فائدہ اٹھا کر اور ان میں خوف پیدا کر کے تعویز گنڈوں اور فالیں نکال کر پیسے بٹورنے کا دھندا زوروں پر ہے۔ سڑکوں پر بیٹھے جاہل خود ساختہ نجومی طوطوں کے ذریعہ قسمت کا حال بتا کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ خیال کہ اگر کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو وہ دن اور سفر منحوس ہو جاتا ہے، گھر کی منڈیر پر کوے کے بولنے کا مطلب کسی مہمان کی آمد ہونا، ہچکیاں آئیں تو سمجھنا کہ کوئی بہت یاد کر رہا ہے، ہاتھوں میں خارش کو دولت ملنے سے تعبیر کرنا، مختلف قسم کے پتھروں اور نگینوں کو اپنے لئے متبرک سمجھ کر ان کا استعمال کرنا، سفر پر جانے سے پہلے ستاروں کی گردش سے سفر کے متبرک یا تکلیف دہ ہونے کی فال نکال کر سفر پر جانے یا نہ جانے کا فیصلہ کرنا وغیرہ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ یہ سب توہم پرستی خدا کی قدرت پر ایمان اور یقین کی کمی کا نتیجہ ہے اور زیادہ تر یہ بیاری عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ جنّات، بھوتوں اور چڑیلوں کا خوف خاص طور پر عورتوں کے ذہنوں پر مسلط رہتا ہے اور آئے دن پیروں فقیروں اور عاملوں سے سخت نقصان اٹھانے کے باوجود ان توہمات کا سلسلہ جاری ہے۔

ایک بادشاہ کی کہاوت مشہور ہے کہ وہ بہت توہم پرست تھا اس کی کوشش ہوتی کہ صبح اُٹھ کر کسی خوش شکل شخص کو دیکھے تا کہ سارا دن اچھا گزرے اور اگر کسی بدصورت شخص پر صبح سویرے پہلی نظر پڑتی تو ایسے شخص کو نحوست کی علامت سمجھ کر اسکا سر قلم کروا دیتا۔ ایک روز علی الصبح ایک فقیر بوسیدہ کپڑوں میں اسے نظر آیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے اور بعد ازاں اسے موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے۔ جس روز اس کا سر قلم کیا جانا تھا تو اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی۔ اس نے کہا کہ وہ بادشاہ سے ملنا چاہتا ہے چنانچہ اسے پردے کی اوٹ سے بادشاہ سے ملوایا گیا تا کہ بادشاہ کی اس پر نظر نہ پڑے۔ فقیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ بادشاہ سلامت میں آپ کے لئے منحوس نہیں بلکہ آپ میرے لئے منحوس ہیں کیونکہ اگر میں منحوس ہوتا تو جو مصیبت اس وقت مجھ پر آئی ہے وہ آپ پر آتی جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بادشاہ کو بات سمجھ آگئی کہ یہ سب وہم پرستی ہے اور نحوست کا کسی شخص سے یا اس کی بدصورتی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ بادشاہ نے فقیر کی جان بخشی کی اور اپنی اس روش سے توبہ کر لی۔

اسپین میں اگر مہینے کی 13 تاریخ کو منگل کا دن آ جائے تو اسے قومی طور پر بدقسمتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ چین میں 8 کا ہندسہ مبارک اور 4 کا ہندسہ منحوس سمجھا جاتا ہے۔ روس میں خالی بالٹی کہیں لے جانے کو برا شگون سمجھا جاتا ہے۔ سوئٹزر لینڈ اور نیدرلینڈ کے لوگ شادی کے بعد گھر کے باہر صنوبر کا درخت لگاتے ہیں کہ یہ ان کے ازدواجی تعلقات میں مضبوطی ڈالے گا۔

توہم پرستی پھیلانے میں میڈیا نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اخبارات روزانہ قسمت کا حال شائع کرتے ہیں اور ریڈیو ٹیلی وژن پر ’’آپکا ہفتہ کیسا رہے گا‘‘ یا ’’ستاروں کا حال‘‘ قسم کے باقاعدہ پروگرام دکھائے جاتے ہیں جن میں لوگوں کی گہری دلچسپی ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہالت کس حد تک اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ اگر آپ اس پر تحقیق کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آسٹرالوجیکل سائنس کی بنیاد یونانی اور ہندوانہ عقائد ہیں جو قصوں، کہانیوں اور توہم پرستی پر مبنی ہیں جن کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح بہت سے توہمات ہیں جو نئے سال کے آغاز کے ساتھ منسلک ہیں۔ سپین میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ نئے سال کے آغاز پر انگور کے بارہ دانے کھانے سے سال کے بارہ ماہ خوشی اور خوشحالی لے کر آتے ہیں، لوگ نئے سال کے آغاز پر اپنے بٹوے پیسوں سے بھر لیتے ہیں اس خیال سے کہ سارا سال ان کے پاس پیسوں کی کمی نہیں ہوگی۔ اکثر لوگ سال کے پہلے روز قطعاً ادھار نہیں دیتے اور اسے سال بھر کے مالی معاملات کے لئے بدشگونی سمجھتے ہیں۔ سال کے پہلے روز پیدا ہونے والے بچوں کو خوش قسمت ترین سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کے اور بہت سے توہمات ہیں جو قریباً دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں۔

افریقہ بھی توہم پرستی میں اگر سب سے آگے نہیں تو کسی سے پیچھے بھی نہیں۔ افریقہ کا ہر ملک بیسیوں قبائل پر مشتمل ہے اور ہر قبیلے کے اپنے رسم ورواج اور روایات ہیں۔ افریقن قبائل کی توہم پرستی کی بنیادی وجہ بھی جہالت ہی ہے۔ اگرچہ ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ میل جول، تعلیم کی فراہمی اور بہتر سہولیات کی وجہ سے اس میں کافی حد تک کمی آ چکی ہے مگر بعض قبائل اپنی روایات میں بڑے شدت پسند ہیں اور کسی طور انہیں چھوڑنے پر تیار نہیں۔

تنزانیہ مشرقی افریقہ کا ایک اہم ملک ہے جو رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے۔ اس کی آبادی ساڑھے پانچ کروڑ ہے اور یہ 120 سے زائد قبائل پر مشتمل ہے جن میں SKUMA اور CHAGA قبائل نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان قبائل کی توہم پرستی کی تاریخ بہت پرانی ہے مگر جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ علم کے پھیلاؤ کے نتیجے میں اس میں بہت کمی آ چکی ہے اور چند ایک رسومات کے علاوہ اب یہ ماضی کا حصہ بن چکی ہے۔

چاگا قبیلہ تنزانیہ کے ریجن Kilimanjaro میں آباد ہے۔ سال کے آغاز پر اس قبیلے کے تمام افراد پورے ملک سے اپنے آبائی علاقے میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ کثرت سے شراب نوشی کرتے ہیں۔ یہ شراب جو اور کیلوں سے بنائی جاتی ہے جسے MBEGE کہا جاتا ہے اور اسے مخصوص برتن KALABASH میں ڈال کر پیا جاتا ہے۔ ڈھول بجاتے ہیں، گاتے ہیں اور ڈانس کرتے ہیں۔ اپنے بزرگوں کی قبروں پر جانور لے جا کر انہیں ذبح کر کے ان کا خون قبروں پر

اور ساتھ اُگے ہوئے درختوں کی جڑوں میں ڈال دیتے ہیں۔ کچھ خون شراب میں یا دودھ میں ملا کر پیتے ہیں۔ بزرگوں کی قبروں پر ان کی روحوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خدا کے حضور نئے سال کے بابرکت ہونے کے لئے اپنے قبیلے کے واسطے درخواست کریں۔

تنزانیہ کے ریجن MBEYA کے ایک ضلع KEYELA میں آباد قبیلہ WANYAKUA کے لوگ سال کی آخری رات ساری رات جاگتے ہیں اور TUMEVUKA TUMEVUKA کے نعرے مارتے ہیں کہ ہم اس سال سے گذر گئے ہیں، ان نعروں کے ساتھ ساتھ لوہے کے ڈبے یا ٹین وغیرہ کو ڈھول کی طرح پیٹتے ہیں رات کو ایک ایک گھر جاتے ان سے چاول آٹا وغیرہ اجناس اکھٹا کرتے ہیں اور صبح اپنے cheif کے پاس لیجا کر وہاں پکاتے کھاتے کہ اس طرح نیا سال اچھا گزرے گا۔

مٹوارا ریجن میں موجود قبائل وایاؤ اور ماکویا کے بزرگ رات کو ایک پرانے درخت کے نیچے اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے قبیلے کے افراد کے ساتھ مل کر گائے یا بکرے کی قربانی کرتے ہیں اور وہیں پکا کر کھاتے اور کچھ گوشت درخت کے نیچے رکھ دیتے ہیں تا کہ آئندہ سال ان کے رزق میں برکت رہے۔

تنزانیہ کے ریجن ارنگا میں WAHEHE قبیلہ کے لوگ نئے سال کی برکات کے حصول اور مصائب و آفات سے بچنے کے لئے کسی بڑے آدمی کی قبر پر گائے یا بکرے کی قربانی کرتے ہیں اور جانور کے پیٹ میں سوراخ کر کے دل اور کلیجی نکال کر اس کی قبر پر رکھ کر خاموش ایک طرف کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب کوئی کتا یا بلی اس گوشت کو کھانے کے لئے اٹھا لے تو اسے آئندہ سال کے لئے خوش بختی سمجھ کر سیٹیاں بجاتے ہیں اور پھر شراب تیار کر کے اس قبر پر انڈیل دیتے ہیں۔

تنزانیہ میں مقیم واسوکوما قبیلہ اپنے سال کا آغاز کچھ اسطرح سے کرتے ہیں۔قبیلہ کے منتخب لوگ جو کہ جادو ٹونا بھی کرتے ہیں، وہ مشرقی پہاڑوں پر بھیجے جاتے ہیں۔جنہیں نئے سال کی پہلے تاریخ تک واپس آنا ہوتا ہے۔ وہ واپس آ کر قبیلہ کے سربراہ کو نئے سال میں ہونے والے اچھے برے واقعات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ آنے والا سال قحط سالی کا ہے یا بیماریوں کا یا خوشحالی کا۔قبیلہ کا سربراہ ان کی پیشن گوئیاں سننے کے بعد انہیں یہ باتیں عام لوگوں تک اعلان کرنے کا حکم دیتا ہے تا کہ آنے والے حالات کے لئے عام لوگ تیار رہیں۔

31 دسمبر کو نئے سال کی بھرپور تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں اور شہروں میں معمول سے بہت زیادہ رش نظر آتا ہے۔یکم جنوری کی رات اکثر لوگ جاگ کے گذارتے ہیں۔لوگ ٹولیوں کی شکل میں ہر گلی میں نظر آتے ہیں۔ 12 بجے نئے سال شروع ہوتے ہی مقامی زبان میں گانے اور لوکل رقص شروع ہوجاتا ہے۔خوب شراب پی جاتی ہے۔ اور اسطرح 4 بجے کے قریب جاکر شور شرابا کم ہوتا ہے۔ صبح سویرے ہر ایک گھر میں اچھا کھانا پکتا ہے۔سب نئے کپڑے پہنے ہیں۔ وسعت کے مطابق مرغیاں، بکرے اور گائیں ذبح کی جاتی ہیں اور سب مل کر کھاتے ہیں۔

مضمون کی تمہید میں میں نے لکھا ہے کہ توہم پرستی کی وجوہات جہالت اور خوف ہیں اور اگر ان کا بغور تجزیہ کیا جائے تو بنیادی وجہ جہالت ہی بنتی ہے کیونکہ جہالت خوف کو جنم دیتی ہے اور اگر کسی چیز کے بارہ میں حقیقی علم، معرفت اور یقین حاصل ہوجائے تو خوف ختم ہو جاتا ہے جو توہمات کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔یقین اور ایمان کی قوت انسان کو اُس مقام پر لا کھڑا کرتی ہے جہاں غیر اللہ کا ہر خوف مٹ جاتا ہے۔ ایک حقیقی مومن جو خدا کی وحدانیت اور اس کے علیم وخبیر اور قادر مطلق ہونے پر یقین رکھتا ہو وہ کبھی کسی وہم پرستی کا شکار نہیں ہوسکتا۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اسلئے بھیجا ہے تا لوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں اگر کوئی گروہ، فرقہ یا جماعت توہم پرستی سے محفوظ ہے تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے جس کے افراد ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال ہیں۔ جماعت احمدیہ کی خواتین بھی خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے توہم پرستی کی لعنت سے اپنے آپ کو بچائے ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں مگر میں یہاں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت حسین بی بی رضی اللہ عنھا کی مثال دینا چاہتا ہوں۔حضرت چوہدری صاحب کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ کو پانچ بچوں کی المناک وفات کا صدمہ دیکھنا پڑا۔ آپکے گاؤں ''داتازید کا'' میں ایک بوڑھی عورت جے دیوی تھی جسے لوگ ڈائن اور چڑیل بھی کہا کرتے تھے وہ ہر بچے کی پیدائش پر حضرت حسین بی بی کو ایسی توہمانہ رسومات کرنے کا کہتی جو خلاف شریعت اور مشرکانہ تھیں۔ جے دیوی ان رسومات کی ادائیگی کو بچوں کی زندگی اور موت سے وابستہ کر دیا کرتی تھی۔حضرت حسین بی بی ہر بار اللہ تعالیٰ پر توکل اور کامل یقین کے ساتھ ان توہم پرستانہ رسومات کی ادائیگی سے انکار کر دیتیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ایمان کی آزمائش تھی۔ چنانچہ آپ کو پانچ بچوں کی وفات کا دکھ دیکھنا پڑا مگر آپ نے اپنے ایمان کا سودا نہ کیا۔ خدائے بزرگ و برتر کی پاک اور مقدس ذات نے اس انتہائی کڑے امتحان میں کامیابی کا آپ کو وہ اجر دیا کہ ظفراللہ خان جیسا عظیم الشان فرزند عطا کیا جس نے اکناف عالم میں اسلام اور احمدیت کا نام روشن کیا اور اپنے علم اور معرفت سے مخالفین کے منہ بند کر دیئے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آئندہ ہزار سال کے لوگ ظفر اللہ خان پر رشک کریں گے۔

جماعت احمدیہ کے افراد کی تربیت اس انداز میں ہوئی ہے کہ پوری دنیا میں سب ایک ہی رنگ میں رنگین ہیں اور وہ رنگ ہے توحید حقیقی پر ایمان و یقین کا رنگ جس کی وجہ سے جماعت کے افراد ہر قسم کے شرک اور وہم اور توہمانہ رسومات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ پاک و ہند اور افریقہ جیسے علاقوں میں جہاں توہم پرستی عروج پر ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے افراد ان بے ہودہ اور مشرکانہ رسومات سے مکمل اجتناب کر کے اپنے ایمان اور یقین کی گواہی رقم کر رہے ہیں۔

نئے سال پر پوری دنیا میں موجود احمدی احباب کی طرح تنزانیہ میں بھی نئے سال کا آغاز نماز تہجد کی ادائیگی، دعاؤں اور صدقات سے کیا جاتا ہے۔ جماعت کی مجموعی تربیت میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ حضرت اقدس براہ راست جماعت کی راہنمائی فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور التجا ہے کہ مولیٰ کریم ہمیں توحید حقیقی پر قائم رکھے اور دنیا بھر سے مشرکانہ توہم پرستانہ رسوم کے خاتمے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آج کی دعا

یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَ مَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَاَعْدَآئِیْ وَ اَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَاَرِنَا اَیَّامَکَ وَشَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَاتَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا

(تذکرہ: 426)

ترجمہ: اے میرے رب! میری دعا کو سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما۔ اور اپنے بندے کی مدد فرما۔ اور ہمیں (اپنے وعدوں) کے دن دکھا۔ اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت لے۔ اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دشمنوں کے خلاف مدد و نصرت کی دعا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: میں اپنی جماعت کے لئے اور پھر قادیان کے لئے دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا (1) زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں (2) فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔

میرے دل میں آیا کہ اس پیس ڈالنے کو میری طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ اتنے میں میری نظر اس دعا پر پڑی جو ایک سال ہوا بیت الدعا پر لکھی ہوئی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے (مندرجہ بالا دعا)۔ اس دعا کو دیکھنے اور اس الہام کے ہونے سے معلوم ہوا کہ یہ میری دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

پھر فرمایا۔ ہمیشہ سے سنت اللہ اسی طرح پر چلی آتی ہے کہ اس کے ماموروں کی راہ میں جو لوگ روک ہوتے ہیں ان کو ہٹا دیا کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے بڑے فضل کے دن ہیں۔ ان کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین بڑھتا ہے کہ وہ کس طرح ان امور کو ظاہر کر رہا ہے۔

(تذکرہ: 426-427)

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

تبلیغ اسلام کے لیے سفر اور تکالیف اٹھانا

(قسط نمبر 5)

تبلیغ اسلام کے لیے سفر اختیار کرنا نبیوں کی سنت ہے۔ آنحضرتؐ کو شعب ابی طالب کی محصوری سے آزادی ملی تو اہل طائف کو دعوت اسلام کی ٹھانی۔ طائف مکہ سے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔شوال 10نبوی کو آپؐ حضرت زید بن حارثہؓ کے ہمراہ طائف تشریف لے گئے وہاں دس دن قیام فرمایا اور وہاں کے سرداروں اور عام لوگوں کو اسلام کا پیغام دیا۔ اہل طائف نے نہ صرف اس پیغام پر کان نہ دھرا بلکہ مذاق اڑایا۔حتیٰ کہ وہاں کے رئیس عبد یا لیل نے کہا

’’اگر آپ سچے ہیں تو مجھے آپؐ سے گفتگو کی مجال نہیں اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو گفتگو لا حاصل ہے‘‘

آپؐ واپس جانے لگے تو اس بد بخت نے آوارہ قسم کے آدمی پیچھے لگا دیے جنہوں نے آپؐ کو برا بھلا کہا گالیاں دیں اور پتھر برسائے تین میل تک آپؐ کا پیچھا کیا۔ آپؐ لہو لہان ہو گئے۔ تین میل کا سفر اسی طرح کرنے کے بعد آپؐ نے عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی

’’اے میرے ربّ! مَیں اپنے ضعفِ قوت اور قلت تدبیر اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی بے بسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا! تُو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بے کسوں کا تو ہی نگہبان و محافظ ہے اور تُو ہی میرا پروردگار ہے...مَیں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ تُو ہی ہے جو ظلمتوں کو دُور کرتا ہے اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔‘‘

عتبہ اور شیبہ نے آپؐ کو اس حال میں دیکھا تو اپنے نوکر عداس کو کچھ انگور آپؐ کو پیش کرنے کے لیے بھیجا۔ آپؐ نے عداس کو اسلام کا پیغام دیا جس پر اُس نے اخلاص ظاہر کیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 204-205)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تبلیغ اسلام کی غرض سے کئی شہروں کے دَورے فرمائے جن میں سے دہلی اور لدھیانہ میں آپؑ سے وہی سلوک ہوا جو ہمارے سید و مولا آنحضرتؐ سے سفر طائف میں ہوا تھا۔

دہلی کا سفر اور مولوی نذیر حسین سے مباحثہ

دہلی اس زمانہ میں تمام ہندوستان کا علمی مرکز سمجھا جاتا تھا۔ آپ 28/ستمبر 1891ء کی صبح کو وہاں پہنچے۔ وہاں کے لوگوں میں پہلے سے ہی آپ کے خلاف جوش پھیلایا جاتا تھا آپؑ کے وہاں پہنچتے ہی وہاں کے علماء میں ایک جوش پیدا ہوا اور انہوں نے آپؑ کو مباحثہ کے چیلنج دینے شروع کیے اور مولوی نذیر حسین جو تمام ہندوستان کے علماء حدیث کے اُستاد تھے، اُن سے مباحثہ قرار پایا۔مسجد جامع مقامِ مباحثہ قرار پائی لیکن مباحثہ کی یہ سب قرار داد مخالفین نے خود ہی کر لی۔ کوئی اطلاع آپؑ کو نہ دی گئی۔ عین وقت پر حکیم عبد المجید خان صاحب دہلوی اپنی گاڑی لے کر آ گئے اور کہا کہ مسجد میں مباحثہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایسے فساد کے موقعہ پر ہم نہیں جا سکتے جب تک پہلے سرکاری انتظام نہ ہو، پھر مباحثہ کے لیے ہم سے مشورہ ہونا چاہیے تھا اور شرائطِ مباحثہ طَے کرنی تھیں۔ آپؑ کے نہ جانے پر اور شور ہوا۔ آخر آپؑ نے اعلان کیا کہ مولوی نذیر حسین دہلوی جامع مسجد میں قَسم کھالیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام قرآن کی رُو سے زندہ ہیں اور اب تک فوت نہیں ہوئے اور اس قَسم کے بعد ایک سال تک کسی آسمانی عذاب میں مبتلا نہ ہوں تو مَیں جھوٹا ہوں اور مَیں اپنی کتب کو جلا دوں گا اور اس کے لیے تاریخ بھی مقرر کر دی۔مولوی نذیر حسین صاحب کے شاگرد اِس سے سخت گھبرائے اور بہت روکیں ڈالنی شروع کر دیں لیکن لوگ مصر ہوئے کہ اس میں کیا حرج ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ سن کر قَسم کھا جائیں کہ یہ جھوٹا ہے اور لوگ اُس وقت کثرت سے جامع مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔حضرت صاحبؑ کو لوگوں نے بہت روکا کہ آپؑ نہ جائیں سخت بلوہ ہو جائے گا لیکن آپؑ وہاں گئے اور ساتھ آپؑ کے بارہ دوست تھے۔

(حضرت مسیحؑ کے بھی بارہ ہی حواری تھے۔ اِس موقعہ پر آپ کے ساتھ یہ تعداد بھی ایک نشان تھی) جامع مسجد دہلی کی وسیع عمارت اندر اور باہر آدمیوں سے پُر تھی بلکہ سیڑھیوں پر بھی لوگ کھڑے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کے مجمع میں سے گزر کر جب کہ سب لوگ دیوانہ وار خون آلود نگاہوں سے آپؑ کی طرف دیکھ رہے تھے آپؑ اس مختصر جماعت کے ساتھ محرابِ مسجد میں جا کر بیٹھ گئے۔

مجمع کے انتظام کے لیے سپرنٹنڈنٹ پولیس مع دیگر افسران پولیس اور قریباً سَو کانسٹیبلوں کے آئے ہوئے تھے۔ لوگوں میں سے بہتوں نے اپنے دامنوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے اور ادنیٰ سے اشارے پر پتھراؤ کرنے کو تیار تھے اور مسیح ثانی بھی پہلے مسیح کی طرح فقیہیوں اور فریسیوں کا شکار ہو رہا تھا۔ لوگ اِس دوسرے مسیح کو سُولی پر لٹکانے کی بجائے پتھروں سے مارنے پر تُلے ہوئے تھے اور گفتگوئے مباحثہ میں تو انہیں ناکامی ہوئی۔ مسیح کی وفات پر بحث کرنا لوگوں نے قبول نہ کیا۔ قَسم بھی نہ کسی نے کھائی نہ مولوی نذیر حسین کو کھانے دی۔خواجہ محمد یوسف صاحب پلیڈر علی گڑھ نے حضرت سے آپؑ کے عقائد لکھائے اور سنانے چاہے لیکن چونکہ مولویوں نے لوگوں کو یہ سنا رکھا تھا کہ یہ شخص نہ قرآن کو مانتا ہے نہ حدیث کو نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ انہیں یہ فریب کُھل جانے کا اندیشہ ہوا، اِس لیے لوگوں کو اُکسا دیا۔ پھر کیا تھا ایک شور برپا ہو گیا اور محمد یوسف کو وہ کاغذ سنانے سے لوگوں نے باز رکھا۔

افسر پولیس نے جب دیکھا کہ حالت خطرناک ہے تو پولیس کو مجمع منتشر کرنے کا حکم دیا اور اعلان کیا کہ کوئی مباحثہ نہ ہو گا۔ لوگ تتر بتر ہو گئے۔ پولیس آپؑ کو حلقہ میں لے کر مسجد سے باہر گئی۔ دروازہ پر گاڑیوں کے انتظار میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا۔ لوگ وہاں جمع ہو گئے اور اشتعال میں آ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اِس پر افسران پولیس نے گاڑی میں سوار کرا کر آپؑ کو روانہ کیا اور خود مجمع کے منتشر کرنے میں لگ گئے۔

(ماخوز از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ از حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 27)

اس کے بعد اکتوبر 1905ء کو آپؑ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں قریباً پندرہ دن رہے۔ اُس وقت دہلی گو پندرہ سال پہلے کی دہلی نہ تھی جس نے دیوانہ وار شور مچایا تھا لیکن پھر بھی آپؑ کے جانے پر خوب شور ہوتا رہا۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں آپؑ نے دہلی میں کوئی پبلک لیکچر نہ دیا لیکن گھر پر قریباً روزانہ لیکچر ہوتے رہے جن میں جگہ کی تنگی کے سبب دو اڑھائی سَو سے زیادہ آدمی ایک وقت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک دو دن لوگوں نے شور بھی کیا اور ایک دن حملہ کر کے گھر پر چڑھ جانے کا بھی ارادہ کیا لیکن پھر بھی پہلے سفر کی نسبت بہت فرق تھا۔

اِس سفر سے واپسی پر لدھیانہ کی جماعت نے دو دن کے لیے آپؑ کو لدھیانہ میں ٹھہرایا اور آپؑ کا ایک پبلک لیکچر نہایت خیر و خوبی سے ہوا۔ وہاں امرتسر کی جماعت کا ایک وفد پہنچا کہ آپؑ ایک دو روز امرتسر بھی ضرور قیام فرمائیں جسے حضرتؑ نے منظور فرمایا اور لدھیانہ سے واپسی پر امرتسر میں اُتر گئے۔ وہاں بھی آپؑ کے ایک عام لیکچر کی تجویز ہوئی۔

امرتسر سلسلہ احمدیہ کے مخالفین سے پُر ہے اور مولویوں کا وہاں بہت زور ہے۔ اُن کے اُکسانے سے عوام الناس بہت شور کرتے رہے۔جس دن آپؑ کا لیکچر تھا اُس روز مخالفین نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو لیکچر نہ ہونے دیں۔ چنانچہ آپؑ لیکچر ہال میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازہ پر مولوی بڑے بڑے جبے پہنے ہوئے لمبے لمبے ہاتھ مار کر آپؑ کے خلاف وعظ کر رہے تھے اور بہت سے لوگوں نے اپنے دامنوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ آپؑ لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپؑ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپؑ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپؑ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اُس نے آپؑ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپؑ نے بھی اُس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔ آپؑ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیمار یا مسافر روزہ نہ رکھے بلکہ جب شفا ہو یا سفر سے واپس آئے تب روزہ رکھے اور مَیں تو بیمار بھی ہوں اور مسافر بھی۔ لیکن جوش میں بھرے ہوئے لوگ کب رُکتے ہیں۔شور بڑھتا گیا اور باوجود پولیس کی کوشش کے فرو نہ ہو سکا۔ آخر مصلحتاً آپؑ بیٹھ گئے اور ایک شخص کو نظم پڑھنے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ اُس کے نظم پڑھنے پر لوگ خاموش ہو گئے۔تب پھر آپؑ کھڑے ہوئے تو پھر مولویوں نے شور مچا دیا اور جب آپؑ نے لیکچر جاری رکھا تو فساد پر آمادہ ہو گئے اور سٹیج پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔

پولیس نے روکنے کی کوشش کی لیکن ہزاروں آدمیوں کی رَو اُن سے روکے نہ رُکتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی ایک لہر ہے جو آگے ہی بڑھتی چلی آتی ہے۔ جب پولیس سے اُن کا سنبھالنا مشکل ہو گیا تب آپؑ نے لیکچر چھوڑ دیا لیکن پھر بھی لوگوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور انہوں نے سٹیج پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کی کوشش جاری رکھی۔ اس پر پولیس انسپکٹر نے آپؑ سے عرض کی کہ آپؑ اندر کے کمرہ میں تشریف لے چلیں اور فوراً سپاہی دوڑائے کہ بند گاڑی لے آئیں۔

پولیس لوگوں کو اِس کمرہ میں آنے سے روکتی رہی اور دوسرے دروازہ کے سامنے گاڑی لا کر کھڑی کر دی گئی، آپؑ اُس میں سوار ہونے کے لیے تشریف لے چلے۔ آپؑ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ آپؑ گاڑی میں سوار ہو کر چلے ہیں۔ اِس پر جو لوگ بقیہ صفحہ 12 پر

عدنان اشرف ورک

گانے بجانے سے نفرت

اللہ تعالیٰ مومن کی صفات میں سے ایک صفت یہ بیان کرتا ہے و الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ (المؤمنون:آیت 3) یعنی مومن لغویات سے پرہیز کرتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ جہاں بھی بیہودہ گانے بجانے کی لغومحفلیں دیکھتے تو اسکے قریب بھی نہ جاتے بلکہ دور سے آواز سن کر ہی واپس چلے جاتے۔ چنانچہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کی روایت ہے کہ ’’بیعت اولیٰ سے پہلے کا ذکر ہے کہ میں قادیان میں تھا فیض اللہ چک میں کوئی تقریب شادی یا ختنہ تھی جس پر حضرت مسیح موعودؑ کو مع چند خدام کے مدعو کیا گیا۔ان کے اصرار پر حضرت صاحبؑ نے دعوت قبول فرمائی۔ ہم دس بارہ آدمی حضورؑ کے ہمراہ فیض اللہ چک گئے۔ گاؤں کے قریب ہی پہنچے تھے کہ گانے بجانے کی آواز سنائی دی جو اس تقریب پر ہورہا تھا یہ آواز سنتے ہی حضورؑ لوٹ پڑے۔ فیض اللہ چک والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے آ کر بہت التجاء کی مگر حضورؑ نے منظور نہ فرمایا اور واپس ہی چلے آئے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 42)

ایک اور روایت میں منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ ’’مرزا حاکم بیگ کی شادی پر اس کے سسرال نے آتش بازی، تماشے اور باجے کا تقاضا کیا۔انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا کہ میرے سسرال والے یہ چاہتے ہیں۔حضورؑ کا کیا ارشاد ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ یہ سب ناجائز ہیں مگر مومن بعض وقت ناجائز سے بھی فائدہ اٹھالیتا ہے مثلاً شہر میں وبائی مرض پھیلی ہوئی ہے ایک شخص اس خیال سے آتش بازی چھوڑتا ہے کہ اس سے ہوا صاف ہوجائے گی اور لوگوں کو فائدہ پہنچے گا تو وہ اس سے بھی گویا ثواب حاصل کرتا ہے اور اسی طرح باجے کے متعلق اگر اس شخص کی یہ نیت ہو کہ چونکہ ہم نے دور تک جانا ہے اور باجے کے ذریعے لوگوں کو علم ہو جائے گا کہ فلاں شخص کی لڑکی کا نکاح فلاں شخص سے ہوا ہے۔ اگر اس نے اس نیت سے باجا بجوایا تو یہ ایک اعلان کی صورت ہو جائے گی اس میں بھی ناجائز کا سوال اٹھ گیا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول روایت 1585)

اس روایت کا مفہوم سمجھنے میں کسی کو غلطی نہ لگے اس لئے وضاحت کردوں کہ حضورؑ نے اس میں اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی بنیاد پر دو پہلو بیان کیے ہیں کہ جب یہ کام رواجی اور مروجہ بدرسم کے طور پر ہوگا تو یہ ناجائز ہے لیکن اگر اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو تو فائدہ کی حد تک دائرہ میں رہتے ہوئے فائدہ اٹھانے میں قباحت بھی نہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شادی کے موقع پر ایک مراثن ڈھولکی لیکر آ گئی جب وہ آئی اور ڈھول بجانا شروع کیا تو حضورؑ اندر کمرے میں تھے ڈھول کی آواز سن کر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا ’’اس کو کہہ دو کہ یہ نہ بجائے‘ اس طرح چند مرتبہ کہا تھا کہ ’اس کو کہہ دو یہ نہ بجائے اور اس کو کچھ دے دو۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ پنجم روایت 1410)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے دینی کلام میں بھی موسیقی کے استعمال کو سم قاتل قرار دیا ہے فرمایا ’’پنجاب و ہندوستان کے سجادہ نشین اور گدیوں کے پیرزادے قوالوں کے گانے سے اور ہوحق کے نعرے مارنے اور الٹے سیدھے لٹکنے ہی میں اپنی معرفت اور کمال کا انتہا جانتے ہیں اور ناواقف پیر پرست ان باتوں کو دیکھ کر اپنی روح کی تسلی اور اطمینان ان لوگوں کے پاس تلاش کرتے ہیں-------

اب اے دانشمندو!سوچو اور اے سلیم فطرت والو!غور کرو کہ اگر اس الٹا سیدھا لٹکنے اور طبلہ اور سارنگی ہی کے ذریعے خدا کی معرفت اور انسانی کمال حاصل ہوسکتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس فن میں ماہر اور موجد انگریزوں کو جو قسم قسم کے باجے اور گانے کے سامان نکالتے ہیں ایسی ٹھوکر لگی کہ وہ خدا کے بالکل منکر یا تثلیث کے قائل ہوگئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 272)

مندرجہ بالا ایسے مواقع تھے جہاں پر یقیناً ایسے گانے تھے جو مہذبانہ طرز کے نہ ہوں گے جن میں شرک، بدعت، بیہودہ عشقیہ طرزیں یا جن میں صرف دنیاوی منفی سوچوں کا رجحان ہوگا اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے انکو ناپسند فرمایا لیکن جہاں یہ چیز موقع کی مناسبت سے مہذب پائی وہاں اس سے منع نہیں فرمایا چنانچہ ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ ’’لڑکی یا لڑکے والوں کے ہاں جو جوان عورتیں مل کر گاتی ہیں وہ کیسا ہے ؟ حضرت اقدسؑ نے فرمایا: اصل یہ ہے کہ یہ بھی اسی طرح پر ہے۔اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو لڑکیوں نے مل کر آپؐ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔‘‘

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 552 نیا ایڈیشن)

اسی طرح حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ تحریر کرتے ہیں ’’(دسمبر 1901ء) آج میں نے حضرت اقدسؑ کو لکھ کر بھیجا کہ حضورؑ کے ہاں جو بشیر، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین ہوئی ہے اس میں جو تکلفات ہوئے ہیں وہ گو خاص صورت رکھتے ہیں کیونکہ مخدوم زادگان پیشگوئیوں کے ذریعہ سے پیدا ہوئے۔ ان کے ایسے مواقع پر جو اظہار خوشی کی جائے وہ کم ہے مگر ہم لوگوں کے لیے کیوں کہ حضورؑ بروز محمد ہیں اس لیے ہمارے لئے سنت ہو جائیں گے اس پر سیر میں کچھ فرمایا جائے۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے تقریر سیر میں فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے ’اَلۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ‘ ایک مسلم مسئلہ اور صحیح ترین حدیث ہے اگر کوئی ریاء سے اظہار علی الخلق اور تفوق علی الخلق کی غرض سے کھانا وغیرہ کھلاتا ہے تو ایسا کھانا وغیرہ حرام ہے۔ یا معاوضہ کی غرض سے جیسے بھاجی وغیرہ مگر اگر کوئی تشکر اور اللہ کی رضا جوئی کی نیت سے خرچ کرتا ہے بلا ریاء و معاوضہ تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیاہوں میں اور ولادت میں بڑا اعلان ہونا چاہیے اور بیاہوں میں اعلان بالدف ضروری ہے بلکہ انگریزی باجا بھی اس غرض سے جائز ہے اگر کوئی امر خلاف شریعت نہ ہو تو عورتیں گا بھی لیں تو حرج نہیں۔‘‘

(اصحاب احمد جلد 2 صفحہ 551 نیا ایڈیشن)

اس سارے معمہ کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت ہی آسان پیرایہ میں کھول کر بیان کردیا ہے آپ ایدہ اللہ فرماتے ہیں :

’’حالانکہ غیروں کو جب ہم اپنی شادیوں پر بلاتے ہیں تو ان کی اکثریت جو ہے وہ ہماری شادی کے طریقے کو پسند کرتی ہے کہ تلاوت کرتے ہیں دعائیہ اشعار پڑھتے ہیں دعا کرتے ہیں اور بچی کو رخصت کرتے ہیں-------ہاں جیسا کہ میں نے کہا کہ لڑکی کی شادی کے وقت دعائیہ اشعار کے ساتھ خوشی کے اظہار کے لیے شریفانہ قسم کے دوسرے شعر بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور یہ ہر علاقے کے رسم ورواج کے مطابق جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار پسند کرتے ہیں یہ خاص خاص لوگ ہیں جو پسند ہیں اور اس میں کیوں کہ کوئی شرک کا اور دین سے ہٹنے کا اور کسی بدعت کا پہلو نہیں تھا اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح کرنا چاہیے کوئی حرج نہیں ہے یہ نہیں فرمایا کہ ہر ایک ہر قبیلہ ضرور دف بجایا کرے اور یہ ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اپنے رواج کے مطابق ایسے رواج جو دین میں خرابیاں پیدا کرنے والے نہ ہوں ان کے مطابق خوشی کا اظہار کرلیا کرو یہ ہلکی پھلکی تفریح بھی ہے اور اس کے کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں لیکن ایسی حرکتیں جن سے شرک پھیلنے کا خطرہ ہو دین میں بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کی بہرحال اجازت نہیں دی جاسکتی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء)

بشریٰ بختیار خان۔لندن، یوکے

انسان اور اس کے تقاضے

انسان کیا ہے؟ انسان ہونے کے تقاضے کیا ہیں؟ ترقی پسند ذہنیت کسے کہتے ہیں؟ پڑھا لکھا اور باشعور طبقہ کس جنگل کا نام ہے؟ انسانیت کہاں اور کیسی ہوتی ہے؟

دکھ تو یہ ہے کہ وہ انسان جو خود کو افضل ترین سمجھتا ہے وہ اپنے اندر ہی گر کر اتنا مکروہ ہو جاتا ہے کہ اس سے نفرت بھی نفرت کرنے لگتی ہے، اپنے مفاد اور عناد کی بنا پر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ پر پردے ڈالنے والے لوگ انسان کس طرح کہلائے جاتے ہیں اور کیوں؟

ایسے لوگ بھی ہیں جو خود کو انسان کہتے ہیں اور تعلیم یافتہ بھی، جو خود انسانیت خلوص اخلاق اور صاف نیتی پر بھاشن دیتے ہیں لیکن وہ اس قدر منافق اور اپنے اندر گر چکے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے لوگوں کی نظروں میں گر جانے سے فرق ہی نہیں پڑتا

یہ انسان ہیں۔ کسی بھی خونخوار جانور اور درندے کو دیکھیں وہ دوسری نسل کے جانوروں کو شکار بناتا ہے دوسری نسل کے جانوروں کو مارتا ہے دشمنی کرتا ہے لیکن انسان ایک ایسا جانور ہے جو خود کو دوسرے طبقوں سے آگے لے جانے کی گھناؤنی سازش میں نہ صرف اپنی ہی نسل کا دشمن ہو جاتا ہے بلکہ انسان اور گدھ ہی دو مخلوقات ہیں جو اپنی ہی نسل کو مار کر خوش ہوتے ہیں۔

کیا شہرت اور اچھا نصیب کسی سے چھینا جا سکتا ہے؟ ہر گز نہیں تو پھر یہ جلنے اور حسد کرنے کی بیماری کیا ہے؟

وہی لوگ جو کل تک آپ کے گن گاتے تھے وہ آج آپ کو ترقی کرتا دیکھ کر خوش ہونے کے بجائے اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کی بجائے ہمیں آگے جانا چاہئے تھا، وہ یہ نہیں دیکھتے کہ اس کی محنت کتنی ہے ریاضت کتنی ہے کام کتنا ہے اور کتنی قربانیوں کے بعد یہ اس مقام پر پہنچا ہے وہ صرف حسد کی آگ میں جل کر محنت کرنے کی بجائے دوسروں کے دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست ہی دشمن ہو جاتے ہیں ایسے قریبی دوست جو کبھی آپ کے بغیر سانس تک نہ لیتے ہوں وہ آپ کو کامیاب دیکھ کر کیوں حسد کرتے ہیں؟

ایسے لوگ دوست نہیں ہوتے اور نہ ہی انسان ہوتے ہیں، ایسے لوگ آستین کا سانپ ہوتے ہی جو دودھ پی کر بڑے ہوتے ہیں اور موقع ملتے ہی دودھ پلانے والے کو ڈنک مار کر اپنی نسل اپنی اوقات اپنی پہچان اور اپنے مقاصد واضح کر دیتے ہیں لیکن انہیں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے کہ زہر سے کوئی مرنے کی بجائے زیادہ مضبوط ہو سکتا ہے۔

منافق اور حسد کرنے والے جتنی بری نیت سے رکاوٹیں ڈالتے ہیں سادہ لوگ اور نیت صاف لوگ اس سے زیادہ رفتار سے آگے بڑھتے ہیں۔

رات کبھی سورج کو نکلنے سے نہیں روک سکتی اور حبس کبھی ہوا کا رستہ نہیں روک سکتا، انسان نے ہمیشہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں سے جلنا ہی سیکھا ہے، پانی جتنا ہی گہرا ہو تازگی اس کی تہہ تک ہوتی ہے، صاف نیتی ہی سب چیزوں کی بنیاد ہے اور بقا کی ضامن ہے، سورج کے ڈوبنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا، صبح اور روشنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

راستے ہمیشہ سیدھا چلنے والوں پر مہربان ہوتے ہیں، جو اپنی نظر میں بغض اور دل میں فتور نہ رکھتا ہو منزلیں اس تک خود چل کر آتی ہیں، جذبے اس کے ساتھ جڑنے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اور اس کے برعکس جو صرف دھوکہ اور حسد اور بغض کی راہ پر چلتے ہیں وہ کبھی بھی مطمئن نہیں ہو پاتے چاہے وہ جس مقام پر بھی پہنچ جائیں لیکن ان کی روح انہیں نچلے درجے کی حالتوں میں رہتی ہے جن سے وہ کسی دھوکے سے آگے آئے ہوں، ہمیشہ سیدھی راہ سیدھی نیت اور صاف دل والوں کا مقدر ہوا کرتی ہے۔

یہ وہ دور ہے جہاں ساتھ چلنے والے بھی ایک دوسرے سے محفوظ نہیں ایک دوسرے سے خوف زدہ ہو کر چلتے ہیں کہ کس مقام پر کون سا ساتھی کسی دوسرے کو اپنے راستے سے ہٹا دے، یہ وہ دور ہے جہاں دو چہروں والے لوگ بستے ہیں۔

انسان کہلانا ہی صاف نیتی کا تقاضا کرتا ہے اور یہ ہی انسان ہونے کا ثبوت ہے۔

ہم ایسے لوگ جو آگے بڑھیں خلوص کے ساتھ
ہم ایسے لوگوں کو تو وقت بھی نہ روکے گا۔

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

تقریب سنگ بنیاد
مسرور سنٹر فار ہیلتھ کیئر، آئیوری کوسٹ

ہیومینیٹی فرسٹ، جماعت احمدیہ عالمگیر کا ایک ایسا فلاحی ادارہ ہے جو کہ دنیا بھر میں اپنی بے لوث خدمت انسانیت کے تحت جانا جاتا ہے، جس کے شروع کئے گئے پراجیکٹس میں سے ایک گلوبل ہیلتھ (global health) پروگرام بھی ہے جس کے تحت تاحال دنیا کے مختلف مقامات میں 08 ہسپتال یا میڈیکل سنٹرز کا قیام عمل میں آچکا ہے جس میں ایک ناصر ہسپتال گوئٹے مالا بھی شامل ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ کی کڑی میں ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے مغربی افریقہ کے ملک آئیوری کوسٹ (Côte d'Ivoire) کے شہر آبی جان (Abidjan) کی سوسائٹی ییوگوں میں واقع جماعتی جگہ بنام مھدی آباد میں کل 3000 مربع میٹر کی قطع اراضی پر ایک بہترین طبی سہولیات سے لیس ہسپتال بنام مسرور سنٹر فار ہیلتھ کیئر (Masroor centre for healthcare) کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز اگرچہ کچھ ماہ قبل کیا گیا تھا جس کے تحت ابتداءً قطعہ اراضی کی چار دیواری کی گئی۔

تاہم اس ہسپتال کا باقاعدہ طور پر سنگ بنیاد مورخہ 27 نومبر 2021ء بروز ہفتہ رکھا گیا۔ جس سلسلہ میں مھدی آباد میں باقاعدہ طور

پر تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی افراد کے علاوہ ہیومینیٹی فرسٹ کے آفیشلز و دیگر عہدیداران نے بھی شرکت کی۔ اس تقریب کے لئے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب وائس چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ انٹرنیشنل کو اپنا نمائندہ خاص بنا کر بھیجا۔ اس پر وقار تقریب کا انعقاد باقاعدہ طور پر تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا بعد ازاں امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ نیز ہیومینیٹی فرسٹ کے نمائندگان نے حاضرین کو اس پراجیکٹ کے متعلق آگاہ کیا۔

سنگ بنیاد کے لئے ابتدائی اینٹ قادیان دار الامان سے بطور خاص لائی گئی جس پر پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور برکت دعا بھی پڑھی۔ تقریب سنگ بنیاد میں قادیان سے بطور برکت آئی اینٹ کو پہلی اینٹ کے طور پر مکرم شبیر احمد بھٹی صاحب نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصب کیا۔ جس کے بعد مزید 17 افراد نے اینٹ رکھنے کی سعادت پائی جن میں ایک مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر و مشنری انچارج آئیوری کوسٹ، مکرم نصیر دین صاحب ڈائیریکٹر برائے فنڈ ریزنگ ہیومینیٹی فرسٹ، مکرم ڈاکٹر سید اسلم داؤد صاحب چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا، مکرم ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ یوکے، مکرم ڈاکٹر احمد کولیبالی سی ای او ہیلتھ کیئر ہیومینیٹی فرسٹ آئیوری کوسٹ، مکرم وترا ایحییٰ صاحب چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ آئیوری کوسٹ، مکرم ماجد خان صاحب سی ای او ہیلتھ کیئر ہیومینیٹی فرسٹ انٹرنیشنل، مکرم وقاص ظفر صاحب سول انجینیئر برائے ہسپتال، مکرم رافع احمد صاحب مبلغ سلسلہ نیز تینوں ذیلی تنظیموں کے نیشنل صدران اور دو نمائندگان برائے بچگان بھی شامل تھے۔ جس کے بعد باقاعدہ طور پر دعا کروائی گئی اور اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔ جس کے بعد شاملین تقریب کی تواضع

کھانے سے کی گئی۔

اس ہسپتال کی تعمیر کے پلان میں 2024ء تک ہسپتال کی عمارت کی تعمیر و رنگ و روغن کا کام مکمل کرنے کے ساتھ اسے میڈیکل آلات فراہم کرنا بھی شامل ہے۔ جبکہ اس ہسپتال میں کئی ایک شعبہ جات کا قیام عمل میں آئے گا جس میں سنٹر برائے گائنا کالوجی، بچگان، نیوٹریشن، آئی سنٹر، جنرل فزیشن، ڈائیلاسز، ریڈیالوجی، لیبارٹری، دو آپریشن تھیٹر، 30 بستر پر مشتمل کمرہ جات، سیمی پرائیویٹ رومز، پرائیویٹ کمرے، ڈلیوری رومز، فارمیسی اور کیفیٹیریا وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہیومینیٹی فرسٹ کی ان مساعی میں خاص برکت ڈالے نیز خدمت انسانیت کے اس پراجیکٹ کو جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اپنی تکمیل کے بعد تمام ڈاکٹرز و دیگر عملہ کو صحیح رنگ میں انسانی خدمت کے جذبہ کے تحت یہاں خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے اور آئیوری کوسٹ کی عوام کے لئے بھی اسے نفع رساں ادارہ بنائے نیز ہیومینیٹی فرسٹ کو آئندہ بھی خدمت انسانیت کے کاموں کو آگے سے آگے بڑھانے کی توفیق عطا کرتا جائے۔ آمین

محمد عمر تیماپوری ۔کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا

سال نو عالم انسانیت کے لئے باعث رحمت ہو گا؟

نیا سال شروع ہوا۔2021ء تلخ یادوں کے ساتھ الوداع ہوگیا۔ ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ ہیں کیا سال 2022ء تباہ حال انسانیت کے لئے خوشی اور راحت کا موجب ہو گا۔ دنیا بھر میں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کی روٹی روزی ختم ہوگئی ۔کیا ان سب کی روزگاری سالِ نو میں بحال ہوجائے گی۔کیا ویکسین کی ایجاد سے عالم انسانیت کو وبا سے نجات مل جائے گی۔ ان سب سوالوں کے جواب کے لئے کچھ وقت انتظار کرنا ہو گا۔لیکن 2021ءاپنے پیچھے ایسے گھاؤ لگائے ہیں اسے مندمل ہونے میں کافی وقت درکار ہے۔سالِ گذشتہ ساری دنیا کے لئے خواب پریشان ثابت ہوا۔خبر ہے کہ کرونا وائرس کی ایک نئ شکل اومیکرون برطانیہ میں اب زوروں پر شروع ہوئی ہے ۔نہیں معلوم اس وباء سے کتنے اور ممالک لپیٹ میں آئیں گے ۔یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ نئ بیماری کتنی خطرناک ثابت ہو گی اور یہ ویکسین کے ذریعہ قابو میں آئے گی بھی یا نہیں۔ اچھی بات یہ ہے کہ ہندوستان میں موسم سرما کے باوجود کرونا وبا میں مبتلا لوگوں میں بہت حد تک کمی آگئی ہے ۔صرف چند لوگوں تک محدود ہے اسی بنیاد پر جلسہ سالانہ قادیان محدود پیمانہ پر کڑی شرائط کے ساتھ منعقد ہوا۔

لیکن یورپ ،امریکہ میں یہ وائرس بدستور قہر ڈھا رہا ہے ۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ معاشیت کب بحال ہو گی ؟اور کروڑوں لوگوں کا روزگار کب واپس آئے گا۔کب اور کون کس کس کی مدد کرے گا۔ رفاہی عالمی تنظمیں بھی دم توڑ رہی ہیں۔ وبائیں آتی ہیں تو امیر غریب چھوٹے بڑے سب کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہیں۔ لیکن شکر ہے کہ کرشمائی طور پر بچے اس بیماری سے محفوظ رہے ۔ تاہم بچوں کا تعلیمی سلسلہ بیت حد تک متاثر رہا۔اسکول اور کالج لگاتار بند رہے ۔ آن لائن تعلیم کا سلسلہ کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ اب تعلیمی ادارے کسی قدر پابندیوں سے کھل گئے ہیں ۔ اس وبا نے دنیا بھر میں اب تک بیس لاکھ لوگوں کو لقمہ اجل بنایا ہے ۔ ہم میں اکثر نے اپنوں کو کھویا ہے ۔ حالات اس قدر سنگین تھے مرنے والوں کو نہ کندھا ملا اور نہ ان کی نماز جنازہ حاضر ہوئی اور نہ ان کی تدفین پر مٹی ہی دے سکے ۔ ہر کام مشینوں سے ہوتا رہا۔گنگا میں تیرتی لاشوں نے سسٹم کو ننگا کر دیا۔لیکن اب قدرے کم ہوگیا ہے۔ زندگی معمول کی طرف آرہی ہے ۔لیکن تیسری لہر کا خوف لوگوں کو ستا رہا ہے ۔ دوسری طرف ہندوستان میں سیاسی منظر حوصلہ افزا نہیں۔حسب معمول پولرائزیشن کا حربہ استعمال ہو رہا ہے۔ فرقہ بندی عروج پر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بہت پہلے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا:

’’میں ہندوستان کے افق پر جو خطرات منڈلا رہے ہیں میں اسے ابھی سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔‘‘

لوگوں کو بغاوت اور دہشت گردی کے نام پر گرفتار کیا گیا۔ گذرا ہوا سال ہر لحاظ سے پریشان کن رہا۔اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کو نفرت انگیز مہم کا سامنا کرنا پڑا۔حکومتیں بدلیں یا نہ بدلیں عوام کی حالت جوں کی توں ہی رہی۔ خاص طور پر کرونا کے Period میں غریبوں کی حالت مزید خستہ ہوگئی۔تشویش کی بات یہ ہے کہ دولت مندوں اور غریبوں کے درمیان خلیج بڑھتی گئی۔

بہرکیف نیا سال آیا ہے نئے سال کا سورج طلوع ہوا ہے ۔ اللہ کرے خوشحالی کی نئ امیدیں نئ امنگیں ساتھ لائے۔ہمیں تو یہی حکم ہے اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا۔ ہر امید سے سال نو کا استقبال ہے۔

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سال نو کی مبارکبادی عرض ہے ۔ اسی طرح ادارہ الفضل آن لائن لندن کی ساری ٹیم اور قارئین الفضل اور ساری انسانیت کو سال نو بہت بہت مبارک ۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ درثمین خان لکھتی ہیں:

الفضل 4 دسمبر 2021ء کے شمارے میں آپ کی طرف سے بہترین طریق پر قلم بند کیا گیا دل کو چھونے والا اور انتہائی ایمان افروز کالم ’’اللہ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘ پڑھا۔آپ نے پیارے حضور انور کی طرف سے لکھے ہوئے نصیحت آموز الفاظ کو موضوع بنا کر ہمیں بطور انسان اور احمدی اپنا محاسبہ نفس کرنے/جائزہ لینے کا بہترین موقع فراہم کیا کہ ہم روزانہ اپنے اوپر ہونے والے رحمن خدا کی رحمتوں، نعمتوں اور نوازشوں پر کتنا شکر ادا کرتے ہیں اور کس حد تک اپنے مالک کے ساتھ تعلق وفا نبھاتے ہیں۔ اگر اپنی بات کروں تو اس پیاری تحریر کو پڑھتے ہی فورا میں نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا تو محسوس ہوا کہ اپنی بہت ساری خامیوں/کمزوریوں پر قابو پانے کی ضرورت ہے ۔ میں آپ کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ اس پُر اثر تحریر کی بدولت اب میں روز اپنا محاسبہ نفس کرتی ہوں۔اللہ ہمیں اصلاح کی توفیق دے اور اپنے شکر گزار اور عاجز بندوں میں شامل فرمائے اور ہمیں وہ ساری ذمہ داریاں بخوبی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ سے وفا کا تعلق نبھانے کے لیے ضروری اور اہم ہیں ،آمین۔

- مکرمہ نغمانہ سلیم ۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

الفضل آن لائن خدا کے فضل وکرم سے اور آپ اور آپ کی ٹیم کی کاوشوں سے بہت شاندار ہوتا جا رہا ہے مجھے یہ آسمان پر ’’قوس قزح‘‘ کی طرح لگتا ہے ۔جلسہ سالانہ قادیان 2021ء کی سب کو مبارک ہو۔اللہ کرے کہ سال 2022ء ساری دنیا کے لئے مبارک ثابت ہو اور دنیا سے ساری بلائیں دور ہوں آمین ۔

- مکرم ڈاکٹر نصیر احمد ۔یوکے سے تحریر کرتے ہیں:

مورخہ 18دسمبر 2021ء کے اداریہ کے حوالے سے کہوں گا کہ مالی یعنی مضمون نگاروں نے بہت پانی دیا ہے اور ابھی بھی دے رہے ہیں۔مضامین ہمیشہ ہی جاندار اور محرک ہوتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سب افراد نمی (یاددہانی) چاہتے ہیں ۔مٹی زرخیز ہے، اذہان الحمد للہ اچھے ہیں ، سارے لکھاری اعلیٰ سے اعلیٰ لکھ رہے ہیں۔ اور مالک پھل پھول بھی لگا رہا ہے، الفضل آن لائن روز بروز بہترین ہو رہا ہے ۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

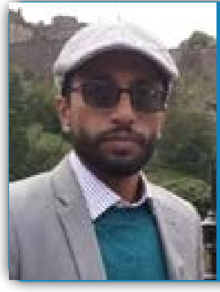

رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

سیرالیون لُنسر ریجن میں مسجد کا بابرکت افتتاح

مکرم رانا بابرشہزاد صاحب ریجنل مبلغ لُنسر ریجن تحریر کرتے ہیں کہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 25 / نومبر 2021ء کو سیرالیون جماعت کو لُنسر ریجن کی جماعت مشٹلے (Mashtle) میں ایک نئی مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ مسجد کا سنگِ بنیاد خاکسار (رانا بابر شہزاد، مبلغ سلسلہ) نے 15 / نومبر 2020ء کو ایک سادہ تقریب میں رکھا تھا اور اس کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت بھی خاکسار کو حاصل ہوئی۔ اور یہ مسجد ایک سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔

اس مسجد کا مسقّف حصہ 40x30 فٹ ہے اور اس میں 200/ نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مورخہ 25 / نومبر 2021ء کو افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ

آغاز مکرم مولانا سعیدالرحمن صاحب امیر ومشنری انچارج سیرالیون کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ اس موقع پر اطفال و ناصرات نے الگ الگ حضرت مسیح موعودؑ کا قصیدہ یاعین فیض اللہ والعرفانِ ترنم کے ساتھ پیش کیا۔ جبکہ ایک اور طفل نے نعت بدر گاہ ذیشان خیرالانامؐ پیش کی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں سیرۃ النبی ﷺ کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت بیان کی اور بتایا کہ مساجد کی اصل خوبصورتی اس کے نمازیوں سے ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے گزشتہ سو سالوں میں سیرالیون میں کی جانے والی خدمات کو مختصر طور پر بیان فرمایا۔ خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب نے باقاعدہ فیتہ کاٹ کر مسجد کا افتتاح فرمایا اور دعا کروائی جس کے بعد مسجد میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گئی۔

نماز کی ادائیگی کے بعد حاضرین کے لئے ظہرانے کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

اس مسجد میں پہلی اذان کہنے کا شرف خاکسار کے بیٹے عزیزم بشیر احمد کا حاصل ہوا۔

اس بابرکت تقریب میں ایک پیراماؤنٹ چیف، دو ریجنٹ چیفس، نائب ڈسٹرکٹ چیف امام، ایک کونسلر، متعدد غیر احمدی امام و دیگر احباب اور اردگرد کی 22 جماعتوں سے احمدی احباب سمیت ایک ہزار کے لگ بھگ احباب و خواتین نے شرکت کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، کہ مسجد کے افتتاح کی یہ تقریب بہت سے غیراز جماعت احباب کے لئے کامیاب تبلیغ کا باعث بنی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ نمازیوں سے آباد رکھے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سفر میں امیر

سفر پر تین یا اس سے زائد افراد کے اکھٹے جانے کی صورت میں ایک کو امیر قافلہ مقرر کر لینے کا آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ آنحضور ﷺ ہمیشہ اس امر کا خیال رکھا کرتے تھے اور اپنے سفروں میں ایک کو امیر قافلہ مقرر فرماتے۔ امیر قافلہ کی قیادت و رہنمائی دوران سفر مسافروں کو رستے کے تعین اور قیام و طعام جیسے کئی اور سفر میں درپیش باہمی معاملات کو مسائل سے بچانے کے ساتھ ساتھ سفر کو کامیاب اور بابرکت بناتی ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

01 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:37	17:50
مدینہ منورہ	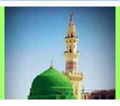	05:42	17:45
قادیان		06:02	17:35
ربوہ		05:41	17:15
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:37	16:06

بقیہ: تبلیغ اسلام کے لیے سفر اور تکالیف اٹھانا...... از صفحہ 8

لیکچر ہال سے باہر کھڑے تھے وہ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے اور ایک شخص نے بڑے زور سے ایک بہت موٹا اور مضبوط سونٹا آپؑ کو مارا۔ ایک مخلص مرید پاس کھڑا تھا وہ جھٹ آپؑ کو بچانے کے لیے آپؑ کے اور حملہ کرنے والے کے درمیان میں آ گیا۔ چونکہ گاڑی کا دروازہ کُھلا تھا سونٹا اُس پر رُک گیا اور اُس شخص کے بہت کم چوٹ آئی ورنہ ممکن تھا کہ اُس شخص کا خون ہو جاتا۔ آپؑ کے گاڑی میں بیٹھنے پر گاڑی چلی لیکن لوگوں نے پتھروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ گاڑی کی کھڑکیاں بند تھیں۔ اُن پر پتھر گرتے تھے تو وہ کُھل جاتی تھی۔ ہم انہیں پکڑ کر سنبھالتے تھے لیکن پتھروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے ہاتھوں سے چھوٹ چھوٹ کر وہ گر جاتی تھیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی کے چوٹ نہیں آئی صرف ایک پتھر کھڑکی میں سے گذرتا ہوا میرے چھوٹے بھائی کے ہاتھ پر لگا۔ چونکہ پولیس گاڑی کے چاروں طرف کھڑی تھی بہت سے پتھر اُسے لگے جس پر پولیس نے لوگوں کو وہاں سے ہٹایا اور گاڑی کے آگے پیچھے بلکہ اُس کی چھت پر بھی پولیس مَین بیٹھ گئے اور دوڑا کر گاڑی کو گھر تک پہنچایا۔ لوگوں میں اس قدر جوش تھا کہ باوجود پولیس کی موجودگی کے وہ دُور تک گاڑی کے پیچھے بھاگے۔ دوسرے دن آپؑ قادیان واپس تشریف لے آئے۔

(ماخوز ازسیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام۔ از حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 55-57)

حرفِ آخر کے طور پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک نصیحت درج ہے فرماتے ہیں:

’’تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰؐ۔ سوتم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

(میری جان اور میرا دل سب میرے محبوب محمدؐ کے جمال پر قربان۔
میری خاک بھی آپؐ کی آل کے کوچہ پر قربان)